

علامہ شبلی نعمانی

اور ان کی کتاب سیرۃ النبی ﷺ

(جلد اول و جلد دوم) کا تنقیدی جائزہ

حافظ محمد یاسین بٹ شعبہ علوم اسلامیہ

ایسوسی ایٹ پروفیسر (یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی) ٹیکسلا

چوہدری منیر احمد

اسسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میرپور (آزاد کشمیر)

علامہ شبلی نعمانی

حالات زندگی، علمی تصنیفی اور دینی خدمات

منسوب بہ امام اعظم نعمان بن ثابت بوجہ عقیدت ابتدائی تحریروں میں محمد شبلی، بعد میں شبلی نعمانی ولادت (بندول اعظم گڑھ ۱۸۵۷ء) والد بزرگوار شیخ حبیب اللہ ایک خوش حال زمیندار اور کامیاب وکیل تھے ان کی تعلیم قدیم طرز پر ہوئی تھی۔

اساتذہ میں سب سے زیادہ مولانا محمد فاروق چریا کوٹی (منطق اور معقولات کے استاد) اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری (ادب عربی کے استاد) سے متاثر ہوئے۔

علمی و ادبی مشغلہ اختیار کرنے سے پہلے وکالت کی طرف توجہ کی مگر طبعی مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے دل نہ لگا۔

یکم فروری ۱۸۸۳ء کو علی گڑھ کالج میں عربی کے اسٹنٹ پروفیسر مقرر ہو گئے اور سرسید کے رفقاء میں شامل ہوئے۔ آپ نے تاریخ، سیرت النبیؐ، کلام اور علم الکلام پر کتابیں لکھیں۔ آپ ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ (۱)

علامہ شبلی نعمانی کی کتب کی فہرست

- ۱۔ مثنوی صبح امید طبع ۱۸۸۴ء
- ۲۔ مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم (ایک رسالہ) طبع ۱۸۸۷ء
- ۳۔ المامون طبع ۱۸۸۷ء
- ۴۔ سفرنامہ شام و روم ۱۸۹۲ء
- ۵۔ سیرۃ النعمان ۱۸۹۳ء
- ۶۔ القاروق ۱۸۹۹ء
- ۷۔ الغزالی ۱۹۰۲ء
- ۸۔ علم الکلام ۱۹۰۴ء
- ۹۔ الکلام ۱۹۰۴ء
- ۱۰۔ سوانح مولانا روم ایضاً
- ۱۱۔ موازنہ انیس و دبیر (ت۔ ن)
- ۱۲۔ تاریخ شعر العجم پانچ جلدیں جلد اول۔ طبع ۱۹۰۸ء
- چار جلدیں زندگی میں طبع ہوئی اور جلد پنجم ان کے انتقال کے بعد طبع ہوئی۔
- ۱۳۔ رسائل میں اورنگزیب عالمگیر پر ایک نظر ۱۹۰۸ء
- ۱۴۔ سیرۃ النبی۔ جلد اول۔ جلد دوم۔ ۱۹۱۳ء (۲)

علامہ شبلی کی زندگی کے چند نامور کام

- ۱۔ اعظم گڑھ میں ایک نیشنل سکول کا قیام ۱۸۸۳ء
- ۲۔ ندوۃ العلماء کی تحریک اور ترقی، حیدرآباد میں قیام (۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۵ء)

- ۳۔ سررشتہ علوم و فنون اور انجمن ترقی اردو کی نظامت جنوری (۱۹۰۳ء)
- ۴۔ دارالعلوم ندوہ کی معتمدی (۱۹۰۵ء تا ۱۹۱۳ء)
- ۵۔ الندوۃ یعنی ندوۃ العلماء کے رسالے کی ادارت (۱۹۰۳ء تا ۱۹۱۲ء) (۳)

منہج

سیرت کے اصولوں کا التزام

علامہ شبلی نعمانی نے سیرۃ النبیؐ لکھتے ہوئے نہایت مفصل مقدمہ تحریر کیا اور درج ذیل اصول متعین کئے ہیں۔

- ۱۔ مطالعہ سیرت النبیؐ قرآن حکیم کے حوالے سے۔
- ۲۔ مطالعہ سیرت النبیؐ احادیث نبویہؐ کے حوالے سے۔
- ۳۔ مطالعہ سیرت النبیؐ کتب تاریخ کے حوالے سے۔
- ۴۔ اصول روایت اور درایت اور مطالعہ سیرت النبیؐ۔

آئندہ سطور میں علامہ شبلی نعمانی کی کتاب سیرۃ النبیؐ کے بارے میں ان اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو علامہ نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ لکھتے ہوئے ملحوظ رکھے تھے۔

علامہ شبلی نے سیرت النبیؐ لکھتے وقت چند اصول متعین کئے اور پھر ان اصولوں کی پیروی خود شبلی نعمانی اور ان کے شاگرد رشید سید سلیمان ندوی نے کی ہے۔ سید سلیمان ندوی اپنے ایک مضمون ”میری محسن کتابیں“ میں لکھتے ہیں۔

سیرت نبویؐ کی ہر بحث میں قرآن پاک میری عمارت کی بنیاد ہے اور حدیث نبویؐ اس کے نقش و نگار ہیں اور اب یہی دونوں میرا سرمایہ اور یہی میرا زادِ راہ ہیں۔ (۴)

علامہ شبلی نعمانی نے قرآن مجید کے بیانات کو باقی روایات پر مقدم رکھا ہے۔ کیونکہ بہت سے واقعات کے متعلق خود قرآن مجید میں ایسی تصریحات یا اشارے موجود ہیں جن سے اختلافی مباحث کا

۱۰۰- (۱)۔

ضرورت نہیں ہے بلکہ ضرورت ہے کہ مجموعہ ضروریات دینی و دنیوی
 صرف اس کے واسطے ضرورت ہے کہ جو ضروریات دینی و دنیوی
 صرف اس کے واسطے ضرورت ہے کہ جو ضروریات دینی و دنیوی
 صرف اس کے واسطے ضرورت ہے کہ جو ضروریات دینی و دنیوی

ضرورت نہیں ہے بلکہ ضرورت ہے کہ مجموعہ ضروریات دینی و دنیوی
 صرف اس کے واسطے ضرورت ہے کہ جو ضروریات دینی و دنیوی
 صرف اس کے واسطے ضرورت ہے کہ جو ضروریات دینی و دنیوی
 صرف اس کے واسطے ضرورت ہے کہ جو ضروریات دینی و دنیوی

ضرورت نہیں ہے بلکہ ضرورت ہے کہ مجموعہ ضروریات دینی و دنیوی

(۵)۔ (۵)۔

ضرورت نہیں ہے بلکہ ضرورت ہے کہ مجموعہ ضروریات دینی و دنیوی
 صرف اس کے واسطے ضرورت ہے کہ جو ضروریات دینی و دنیوی
 صرف اس کے واسطے ضرورت ہے کہ جو ضروریات دینی و دنیوی
 صرف اس کے واسطے ضرورت ہے کہ جو ضروریات دینی و دنیوی

ضرورت نہیں ہے بلکہ ضرورت ہے کہ مجموعہ ضروریات دینی و دنیوی
 صرف اس کے واسطے ضرورت ہے کہ جو ضروریات دینی و دنیوی
 صرف اس کے واسطے ضرورت ہے کہ جو ضروریات دینی و دنیوی
 صرف اس کے واسطے ضرورت ہے کہ جو ضروریات دینی و دنیوی

سیرۃ النبیؐ جلد اول کے مندرجات

سیرۃ النبیؐ کی پہلی جلد میں دو مقدمات ہیں پہلا مقدمہ سیرت نگاری کی ضرورت و اہمیت، آغاز و ارتقاء روایت و درایت کے اصول اور معروف تصانیف پر روشنی ڈالتا ہے مصنف نے پہلے سیرت کی علمی حیثیت کو واضح کیا ہے۔ قدیم اہل علم نے سیرت نبویؐ کے متعلق جو سرمایہ فراہم کیا ہے اس کی مختصر تاریخ بیان کی ہے سیرت کا حدیث اور تاریخ سے کیا تعلق ہے اس کو نمایاں کیا ہے روایات کی چھان بین کے لئے درایت کے محدثانہ اصول سے بحث کی ہے۔ آخر میں مغربی مصنفین کی کتب سیرت پر مختصر تبصرہ اور ان کی غلط بیانیوں کی نشان دہی اور تجزیہ کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ کوئی بھی مغربی مصنف سیرت رسولؐ پر کتاب لکھ ہی نہیں سکتا۔

آخر میں تین صفحات میں ان اصولوں کا ذکر جن پر سیرۃ النبیؐ کی بنیاد رکھی۔

دوسرے مقدمے میں عرب کی قدیم سیاسی تمدنی اور مذہبی تاریخ ہے عرب کا جغرافیہ، قدیم تاریخ کے مآخذ اقوام اور قبائل کے رہن سہن اور رسم و رواج کے بارے میں بنیادی معلومات، تعمیر کعبہ اور ذبح اسماعیل کا ذکر بھی ہے۔

بقول شاہ معین الدین احمد ندوی

یہ مقدمے اپنے ٹھوس علمی مباحث کے باعث مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (۷)

ان دونوں مقدمات کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے نبی کریم ﷺ کا سلسلہ نسب، آباؤ اجداد کا ذکر و ولیم میور کے اس دعوے کا جواب کہ نبی کریم ﷺ حضرت اسماعیل کی اولاد سے نہ تھے۔ ظہور قدسی کے عنوان سے آپ کی ولادت باسعادت کا ذکر جس انداز سے کیا ہے وہ حصہ یقیناً اردو ادب کا شاہکار ہے۔

جلد دوم

اس میں اشاعت اسلام کی کوششوں کا تذکرہ مختلف قبائل کے وفد کی آمد اور ان کا قبول

”الخطبات الاحمدية في العرب والسيرة المحمدية“ لکھی یوں انیسویں صدی کے اواخر سے یورپی مصنفین بالخصوص مستشرقین کے مقابلہ میں ایک جوابی علمی تحریک کا آغاز ہو گیا۔

یہ بڑا اہم دور تھا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب مستشرقین یورپ فی الواقع سیرت رسولؐ کے اصل عربی مآخذ سے علمی طور پر واقف ہوئے اور پھر ان ہی کی منظم کوششوں سے بہت سے مآخذ زیور طبع سے آراستہ ہو کر مسلمانوں تک پہنچے۔ اسی دور میں مستشرقین نے اسلام اور پیغمبر اسلام پر اپنے شدید حملے جاری رکھے۔ اسی دور میں سیرت رسولؐ پر متعدد کتابیں لکھی گئیں لیکن جو شہرت اور بقائے دوام علامہ شبلی م (۱۹۱۴) کی کتاب سیرۃ النبیؐ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔ علامہ شبلی نے چند مستشرقین کی انفرادی کوششوں کو ہی نشانہ تنقید نہیں بنایا بلکہ انہوں نے پورے گروہ مستشرقین کو اپنے سامنے رکھا جو اسلام اور علوم اسلامی پر بالعموم اور سیرت رسولؐ پر بالخصوص طبع آزمائی کر رہا تھا۔ علامہ شبلی اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ کو ایک دائرہ المعارف بنانا چاہتے تھے۔ اس لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ مستشرقین کے مطالعہ سیرت کو معیار تنقید پر نہ پرکھتے اور نہ زیر بحث لاتے۔ بلکہ مستشرقین کی نام نہاد علمی تحقیقات کا پردہ چاک کرنا اور سیرت کے حوالہ سے ان کی غلط بیانیوں پر تنقید و تعصب تو گویا انتہائے مقصود تھا۔ اور ان کی زندگی کی آخری خواہش تھی غالباً اسی لئے انہوں نے سیرۃ النبیؐ کے مجوزہ خاکہ میں پانچواں حصہ خاص یورپین تصنیفات کے متعلق شامل کیا تھا۔ جو اگرچہ پورا نہ ہو سکا تاہم آنے والے کے لئے روشنی چھوڑ گیا اور یہ ثابت کر گیا کہ خود مولانا شبلی مسئلہ مستشرقین کی گہرائی اور گیرائی کا حد درجہ ادراک رکھتے تھے۔ بقول ڈاکٹر انور محمود خاں، شبلی سیرت کی کتاب لکھ رہے تھے لیکن مستشرقین کی غلط بیانیوں اور اپنے ارباب روایت کی نادانیوں کی وجہ سے انہیں مورخ سے بڑھ کر مصنف بنا پڑا جیسا کہ ایک خط میں کہتے ہیں کہ مجھ کو تاریخ نہیں بلکہ عدالت کا فیصلہ لکھنا پڑتا ہے۔ (۹)

جائزہ

حکیم عبدالرؤف دانا پوری اپنی کتاب کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں۔

شبلی کے لئے یہ ممکن نہ ہوا کہ وہ ان مقامات کا خود مشاہدہ کرتے جہاں جنگیں ہوئیں بعد کے مصنفین،
ڈاکٹر حمید اللہ بریگیڈیئر گلزار احمد اور قدرے ہیکل نے تلافی کی کوشش کی ہے اور غزوات و سرایا کے محل
وقوع کے تعین کا اہتمام کیا ہے۔ (۱۲)

علامہ شبلی نعمانی کے تسامحات کی نشاندہی

علامہ شبلی نے اس روایت کا انکار کیا جس رات حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی
اس رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے اور آتش فارس بجھ گئی علامہ نے اس کی دلیل یہ پیش کی
کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ روایت مذکور نہیں۔ (۱۳)

مولانا محمد ادریس کاندھلوی م (۱۹۷۴) نے علامہ شبلی پر ان الفاظ میں تنقید کی ہے:

سبحان اللہ یہ اس حدیث کے موضوع ہونے کی عجیب دلیل ہے کیا کسی حدیث کا بخاری و
مسلم یا صحاح ستہ میں موجود نہ ہونا اس کے موضوع یا ضعیف ہونے کی دلیل ہو سکتا ہے۔ امام بخاری
اور امام مسلم نے مثلاً بلا شک صحیح حدیثوں کے لانے کا التزام کیا مگر استیعاب اور احاطہ نہیں کیا، اور کون
کر سکتا ہے امام بخاری وغیرہ نے کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ صحیحین یا صحاح ستہ کے علاوہ کوئی حدیث صحیح
اور معتبر نہیں بلکہ کتب اصول میں امام بخاری اور امام مسلم سے اس کے برعکس منقول ہے: (۱۴)

قال البخاری ما اوردت فی کتابی هذا الا ما صح و لقد ترکت کثیرا من
الصحيح و قال مسلم الذی اوردت فی هذا الكتاب من الاحادیث صحيح ولا اقول ان ما
ترکت ضعیف۔

امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ میں اپنی اس کتاب میں سوائے صحیح حدیث نہیں لایا اور بہت سی صحیح
حدیثوں کو چھوڑ دیا ہے امام مسلمؒ کہتے ہیں کہ جو حدیثیں اس کتاب میں لایا ہوں وہ سب صحیح ہیں میں یہ نہیں
کہتا کہ جس کو میں نے چھوڑ دیا وہ ضعیف ہے۔ (۱۵)

وہ ہے آئی کی قیاد، مختبر الہی کی کفری اور خیالی، عزت سے تڑپتا ہے

یہ تھی: اللہ کی فطرت پر خیر میں اس کے علاوہ کسی اور مخلوق کے لئے خیر نہیں ہے۔

١١٠ (١٧) - التبرئة من الذنوب، في كتاب التبرئة من الذنوب

ماں نے بتایا کہ وہ قادیان کے ایک گھرانے کی تھی۔

وہ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہے جو کہ ان کے پاس ہے۔

۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴

۱- قرآن مجید و احادیث معتبره (۱۰۰۰۰۰)

[illegible]

۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹

(۱۱) - خُذْ أَمْرًا مِمَّا دَلَّتْ عَلَيْهَا الْقُرْآنُ خَلِّهَا يُجَازَىٰ بِهِ ۖ ذَرْهُهُمَا ۖ فِئْلَانٍ يَبْعُدُ ۚ

مرتبہ کی حفاظت، اور اعلیٰ درجہ کی کتب سے استفادہ کی سہولتیں فراہم کرنا۔

علاء الدین علی بن ابی طالب (ع) کے بارے میں اس حدیث کو صحیح قرار دینا صحیح ہے۔

۱۲۰۸۷۹۱۰۱۱۱۲۱۳۱۴۱۵۱۶۱۷۱۸۱۹۲۰۲۱۲۲۲۳۲۴۲۵۲۶۲۷۲۸۲۹۳۰۳۱۳۲۳۳۳۴۳۵۳۶۳۷۳۸۳۹۴۰۴۱۴۲۴۳۴۴۴۵۴۶۴۷۴۸۴۹۵۰۵۱۵۲۵۳۵۴۵۵۵۶۵۷۵۸۵۹۶۰۶۱۶۲۶۳۶۴۶۵۶۶۶۷۶۸۶۹۷۰۷۱۷۲۷۳۷۴۷۵۷۶۷۷۷۸۷۹۸۰۸۱۸۲۸۳۸۴۸۵۸۶۸۷۸۸۸۹۹۰۹۱۹۲۹۳۹۴۹۵۹۶۹۷۹۸۹۹

تو کہی کہ آیتہ الکرسی ہے جس کی ہر بات سچ ہے، یہ آیت قرآن مجید کی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

- تہ تیغ لادوایا، اور اس کے خور و شراب کی تر - تہ تہ کر کے کھاتے رہے۔

[illegible][illegible]

۷۔ موصوع ہو گئے، یہاں پہلی جگہ سے اپنی سیرت میں اصلاحی نکتے نکال کر،

پیشتر، برآمد، و چون رسید، فرمود که ای پسر من، این کتاب را بخوان و از آن بیاموز.

601-556-0137

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم من أجلّ الكتب وأجملها

ہو۔ فتح الباری، زرقانی شرح مواہب لدنیہ واقدی کی روایات سے بھری پڑی ہیں اور خود علامہ شبلی نے بھی بکثرت واقدی سے استفادہ کیا ہے۔ سیرۃ النبیؐ کے متعدد مواضع میں طبقات ابن سعد کی وہ روایتیں لی ہیں۔ جن کا پہلا راوی ہی واقدی ہے علامہ شبلی نے طبقات کے صفحے اور جلد کا حوالہ بھی دیا ہے۔ مگر ان مواضع میں یہ نہیں بتایا کہ اس روایت کا پہلا ہی راوی واقدی ہے جس کو علامہ مشہور دروغ گو افسانہ ساز اور ناقابل ذکر سمجھتے ہیں اور جابجا ناقابل ذکر الفاظ سے اس کا نام لیتے ہیں مگر جب علامہ اس مشہور دروغ گو سے روایت لیتے ہیں تو اس کے نام کی وضاحت نہیں کرتے البتہ اس دروغ گو کے شاگرد رشید یعنی ابن سعد نام سے روایت لیتے ہیں جو اسی دروغ گو اور افسانہ ساز سے ہوتی ہے۔ (۱۸)

مولانا محمد ادریس نے علامہ شبلی کی بات کو صرف گرفت اور اعتراض کی حد تک نہیں رہنے دیا کہ علامہ نے جہاں جہاں قارئین سے اس بات کو مخفی رکھنے کی کوشش کی ہے کہ وہ واقدی کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے کے باوجود اس کی روایت کو اپنی کتاب میں جگہ دے رہے ہیں، مولانا کا نڈھالوں نے ایسے مقامات کی نشاندہی بھی کی ہے۔

بطور نمونہ واقدی کی چند روایات ہدیہ ناظرین میں جن کو علامہ شبلی نے سیرۃ النبیؐ میں لیا ہے:

۱۔ قصی نے مرتے وقت حرم محترم کے تمام مناصب سب سے بڑے بیٹے عبدالدار کو دیئے۔
طبقات ابن سعد ص ۴۱ جلد اول۔ سیرۃ النبی ص ۱۵۴۔ ج ۱۔ علامہ نے یہ واقعہ بحوالہ طبقات ابن سعد نقل کیا ہے۔ جو صرف واقدی سے منقول ہے۔

۲۔ عبد اللہ کے ترکہ میں اونٹ بکریاں اور ایک لونڈی تھی۔ جس کا نام ام ایمن تھا۔ الخ طبقات ابن سعد ص ۶۲ ج ۱ سیرۃ النبی ص ۱۵۸ یہ واقعہ بھی طبقات میں صرف واقدی سے منقول ہے واقدی کے بعد کسی سند کا ذکر نہیں ہے۔

۳۔ ابن سعد نے طبقات ص ۷۱ ج ۱ میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سب سے فصیح تر ہوں کیونکہ میں قریش خاندان سے اور میری زبان بنی سعد کی زبان ہے۔ سیرت النبی ص ۱۶۲ ج ۱ اس کا راوی بھی محمد عمر واقدی ہے۔

شبلی اور سید صاحب اصلاً مورخ اور متکلم تھے۔ دونوں کی محققانہ اور متکلمانہ عظمت ان کی تاریخ اور کلامی تحریروں میں زیادہ نمایاں محسوس ہوتی ہے۔ شبلی کی ادبیت اور سید صاحب کی تحقیق نے مل کر ایک ایسی کتاب کی شکل اختیار کی جس کو علوم سیرت کا دائرہ المعارف کہنا چاہئے۔

الحاصل شبلی و سلیمان کی سیرت النبی ﷺ نے برصغیر میں سیرت کے ادب پر اتنا گہرا اثر ڈالا ہے کہ شاید ہی آج سیرت پر کوئی تحریر اردو زبان میں ایسی ملے جس پر کسی نہ کسی رنگ میں سیرت النبی ﷺ کے اثرات نہ ہوں۔ (۲۰)

مآخذ

- ۱۔ جامعہ پنجاب: دائرۃ المعارف الاسلامیہ، لاہور، ط: I، ج: ۲۱، ص: ۵۶۱، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵م
- ۲۔ ندوی، شاہ معین الدین: حیات سلیمان
- ۳۔ نعمانی، شبلی: سیرۃ النبیؐ، لاہور، ج: ۴، مکتبہ مدنیہ، اردو بازار، ۱۴۰۸ھ
- ۴۔ انور محمود خالد ڈاکٹر: اردو نثر میں سیرت رسولؐ، لاہور، ط: I، اقبال اکیڈمی، ۱۹۸۹
- ۵۔ ندوی، سید سلیمان: مکاتیب شبلی، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ط: ۲، ۱۹۲۸ء
- ۶۔ دانا پوری، عبدالرؤف: اصح السیر، کراچی، تجارت کتب، نور محمد کارخانہ
- ۷۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، فکر و نظر، ۱۰ اپریل ۱۹۷۶ء
- ۸۔ کاندھلوی، محمد ادریس: سیرۃ المصطفیٰ، لاہور، ط: I
- ۹۔ محمد حمید اللہ ڈاکٹر: عہد نبوی کے میدان جنگ، راولپنڈی، ط: I، علمی مرکز، ۱۹۹۸م۔
- ۱۰۔ زرقانی، محمد بن عبدالباقی بن یوسف: شرح الزرقانی، علی موطا الامام مالک، بیروت دارالکتب العلمیہ: ج، ع۔